

حج کی اہمیت اور فلسفہ

(نوح البلاغم کی روشنی میں ایک مطالعہ)

روشن علی*

roshanali007@yahoo.com

کلیدی کلمات: حج، استطاعت، فرض، فلسفہ، خانہ کعبہ، امت، اجتماع وغیرہ

خلاصہ

حج عالم اسلام کے تمام اجتماعات میں سب سے زیادہ اہم، طولانی اور متنوع اجتماع ہے، جس کو عوامی اسلامی اجتماع کا نام دینا بجا ہے۔ ہر شخص پر استطاعت کی صورت میں زندگی میں ایک بار یہ فریضہ بجالانا واجب ہے۔ حج کے دوران تمام حاج خاص ایام میں خاص اعمال انجام دینے کے پابند ہیں۔ سب کا ایک طرح کا لباس پہننا اور ایک طرح کے کلمات ادا کرنا ضروری ہے۔ یہ دنیا میں ایسا بے مثال عمل ہے، جس میں ایک ہی وقت اور ایک ہی جگہ کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ سب افراد پر لازم ہے کہ وہ اس عمل کو ماہِ ذوالحجہ کے خاص دنوں میں انجام دیں نہ کسی دوسرے ماہ یا دوسرے دنوں میں۔ اسی طرح سب پر لازم ہے کہ وہ اس عمل کو ایک خاص سرز میں پر انجام دیں، ایسی سرز میں جس پر پہلی بار خداوند کیتا کی عبادت کیلئے ایک گھر تعمیر کیا گیا، جس گھر کو بیت اللہ کہا جاتا ہے۔ اس مقالے میں بیت اللہ کی عظمت و تاریخ نیز حج کے فلسفہ، اہمیت اور احکام کو نوح البلاغم کی روشنی میں بیان کیا جائے گا۔

*۔ اٹھنٹ پروفیسر اسلام آباد ماذل کالج فاریونز، ایف 3/10 اسلام آباد

مقدمہ

پیغمبر اکرم ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور مساوات کے بارے میں مشہور و معروف حدیث میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ اے لوگو، تم لوگوں کا پروڈگر ایک ہے، تم لوگوں کا باپ ایک ہے، تم سب لوگ آدم علیہ السلام کے فرزند ہو، اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ تم میں سے سب سے زیادہ قابل احترام وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے مگر تقویٰ کے ذریعے۔ آپ ﷺ نے یہ باتیں، جو وحدت اور اتحاد کی طرف دعوت ہیں، مکہ، منی اور عرفات کی سر زمین پر، حج انجام دیتے ہوئے، اپنی زندگی کے آخری حج کے موقع پر ارشاد فرمائی تھیں، جو حجۃ الوداع کے نام سے معروف ہے۔ آپ نے اس اعلان کیلئے اس جگہ کا انتخاب کیا، تاکہ قیامت تک جب بھی لوگ یہاں حج کرنے آئیں تو وہ پیغمبر اکرم ﷺ کی نصیحت کو یاد کریں اور ہوشیار ہو رہیں کہ تفریقہ بازی کا راستہ اختیار نہ کریں۔ یہاں پر ایک دوسرے کے ہاتھ کو دوستی اور بھائی چارے سے دبائیں۔ باہمی اتحاد کی تمام رکاوتوں کو ختم کر دیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مادی اور معنوی معاہدوں اور تھاکف کا تبادلہ کریں۔ اسی طرح امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام جو کہ نبی کریم ﷺ کے خلیفہ اور جاشیین میں انہوں نے بھی اپنے خطبات، مکتوبات اور اقوال وغیرہ میں حج کا فلسفہ اور اہمیت بیان فرمائی ہے۔ ہم اس مقالے میں بعض نمایاں عنادوں کے تحت نجاح البالانہ کی روشنی میں حج کے فلسفہ، اہمیت اور احکام وغیرہ کو بیان کرنے کی سعی کریں گے۔

خانہ کعبہ کی عظمت

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام حج کی فرضیت اور خانہ کعبہ کی عظمت کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

”وَفَرَّضَ عَلَيْنَاكُمْ حَجَّ بِيُتِّهِ الْحَمَّامِ إِلَذِنِي جَعَلَهُ قِبْلَةً لِلْأَنَامِ يَرِدُونَهُ وُرُودَ الْأَنْعَامِ وَيَلْهُونَ إِلَيْهِ“

”وُلُوَّةُ الْحَمَّامِ وَجَعَلَهُ سُبْحَانَهُ عَلَامَةً لِتَوَاضُّعِهِمْ لِعَظَمَتِهِ وَإِذْعَانِهِمْ لِعَزَّتِهِ۔“ (۱)

یعنی: ”اللہ نے اپنے گھر کا حج تم پر واجب کیا۔ جسے لوگوں کا قبلہ بنایا۔ جہاں لوگ اس طرح کھنچ کر آتے ہیں، جس طرح پیاسے حیوان پانی کی طرف۔ اور اس طرح وار قبیلی سے بڑھتے ہیں۔

جس طرح بکوترا پنے آشیانوں کی جانب۔ اللہ جل شان نے اس کو اپنی عظمت کے سامنے ان کی فروتنی و عاجزی اور اپنی عزت کے اعتراف کا شان بنا یا ہے۔ ”

امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں : خانہ کعبہ کے حج کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے فرض قرار دیا اور ساتھ ہی اسے قبلہ بھی بنایا ہے تاکہ پوری دنیا کہ لوگ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کریں اور اسی طرح دیگر عبادات انجام دیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بھی ارشاد ہے :

”قَدْ نَرِى تَقْلِبَ وَجْهِكَ فِي السَّيَاءِ فَلَنُوَلِّنَّكَ قَبْلَةً تَرْضَاهَا فَوْلَى وَجْهَكَ شَطْرُ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوْلُوا وَجْهَكُمْ شَطْرًا۔“ (2)

ترجمہ : ”ہم آپ کو بار بار آسمان کی طرف منہ کرتے دیکھ رہے ہیں، سواب ہم آپ کو اسی قبلے کی طرف پھیر دیتے ہیں، جسے آپ پند کرتے ہیں، اب آپ اپنارخ مسجد الحرام کی طرف کریں اور تم لوگ جہاں ہو اس کی طرف رخ کرو۔“

اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو لوگوں کا قبلہ بنایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کی تعمیر کا حکم دیا۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کا حج کرنے کے لیے لوگوں کو پکارنے کا حکم دیا، جس کے متعلق قرآن کریم میں اس طرح ارشاد ہے :

”وَأَذْنُنِي النَّاسِ بِالْحَجَّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجَّ عَمِيقٍ۔“ (3)

ترجمہ : ”اور لوگوں میں حج کے لیے اعلان کرو کہ لوگ آپ کے پاس دور راستوں سے پیدل چل کر اور کمزور اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں۔“

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل کر کے لوگوں کو آواز دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام لوگوں کی ارواح تک پہنچایا اور ان کی روحوں نے اس بلا وے پر لبیک کہا۔ یہی وجہ ہے کہ آج لاکھوں لوگ حج کرنے خانہ کعبہ پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح تفسیر قمی میں ایک روایت میں اس طرح ارشاد ہے : جب ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ لوگوں کو حج بیت اللہ کے لیے آواز دیں تو ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رب میری آواز کو لوگوں تک کون پہنچائے گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم آواز دو اس آواز کو پہنچانا ہمارا ذمہ ہے۔۔۔۔۔ لہذا ابراہیم علیہ نے کہا اے لوگو!

تمہارے اوپر بیت عقیق کا حج فرض کیا گیا ہے، پس تم اپنے رب کے حکم کو قبول کرو اور اس کا جواب دو، پس ساتوں سمندروں کے نیچے تک کی مخلوق نے لبیک کہی اسی طرح مشرق و مغرب کے درمیان یہاں تک کہ تمام زمین کے اطراف و اکناف سے لبیک کی صدائیں بلند کیں۔ (4)

حجاج کرام کی تاریخ اور عظمت

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

”وَ اخْتَارَ مِنْ خَلْقِهِ سُذْقًاً جَابُوا إِلَيْهِ دَعْوَتُهُ وَ صَدَّقُوا كَلِمَتَهُ وَ تَكَفَّلُوا مَوَاقِفَ أَنْبِيَاِهِ وَ تَشَبَّهُوا بِسَلَاتِكَتِهِ الْبُطِيقِينَ بِعَرْشِهِ يُحْرِزُونَ الْأَرْبَابَ فِي مَسْتَجَرِ عِبَادَتِهِ وَ يَتَبَادَرُونَ عِنْدَكُمْ مَوْعِدَ مَغْفِرَتِهِ۔“ (5)

ترجمہ: ”اس نے اپنی مخلوق میں سے سنتے والے لوگ چن لیے، جنہوں نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور اس کے کلام کی تصدیق کی وہ انبیا کی جگہوں پر ٹھہرے۔ عرش پر طوف کرنے والے فرشتوں سے مشابہت اختیار کی۔ وہ اپنی عبادت کی تجارت گاہ میں منفعتوں کو سمیٹتے ہیں اور اس کی وعدہ گاہ مغفرت کی طرف بڑھتے ہیں۔“

اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لِلَّذِي بِكَثْرَةِ مُبَارَكًا وَ هُدًى لِلْعَالَمِينَ - فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَ مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَ لَيْلَةَ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مِنْ أَسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔“ (6)

ترجمہ: ”سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لیے بنایا گیا وہ وہی ہے جو کہ میں ہے، جو عالمیں کے لیے بابرکت اور راہنمہ ہے۔ اس میں واضح نشانیاں ہیں (مثلاً مقام ابراہیم اور جو اس میں داخل ہوا وہ امان والا ہو گیا اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی استطاعت

رکھتا ہو وہ اس گھر کا حج کرے اور جو کوئی اس سے انکار کرتا ہے تو اس کا اپنا نقصان ہے اللہ تو اہل عالم سے بے نیاز ہے۔“

اسی طرح امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث مروی ہے:

”قَالَ: ”مَا خَلَقَ اللَّهُ -عَزَّوَ جَلَّ- بِقُوَّةٍ فِي الْأَرْضِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهَا“ ثُمَّ أَوْمَأَ يَدِهِ نَحْوَ الْعَجْدَةِ وَ لَا أَنْتَ مَعَنِي اللَّهِ -عَزَّوَ جَلَّ- مِنْهَا أَهَامَا، حَرَّمَ اللَّهُ الْأَكْشَهُ الرَّحْمُ مِنْ كِتَابِهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضَ.“ (7)

یعنی: ”اللہ تعالیٰ نے زمین میں کوئی ایسا حصہ نہیں خلق کیا جو خانہ کعبہ سے زیادہ اس کو محبوب ہو، اس کے بعد امام نے خانہ کعبہ کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور (فرمایا) نہ ہی کوئی جگہ اس سے زیادہ عزت والی ہے اللہ کے ہاں، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کے مہینوں کو حرام قرار دیا ہے اس دن سے جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو خلق کیا ہے۔“

اسلام کا پرچم اور پناہ گاہ

امیر المؤمنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

”جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى لِلْإِسْلَامِ عَلَيْهَا وَ لِنَعَائِذِنَيْنَ حَرَمًا۔“ (8)

یعنی: ”اللہ سبحانہ نے اس گھر کو اسلام کا نشان اور پناہ چاہنے والوں کے لیے حرم بنایا ہے۔“

حج کی فرضیت اور استطاعت

حضرت علی علیہ السلام حج کی فرضیت اور اس کی شرائط کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”فَرَضَ حَقَّهُ وَ أَوْجَبَ حَجَّهُ وَ كَتَبَ عَلَيْكُمْ وَ فَادَتُهُ قَتَالُ سُبْحَانَهُ وَ لِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ

اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔“ (9)

یعنی: ”اس کا حج فرض اور ادائیگی حق کو واجب کیا ہے اور اس کی طرف را نور دی فرض کر دی ہے۔ چنانچہ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ اللہ کا واجب الادا حق لوگوں پر یہ ہے کہ وہ خانہ کعبہ کا

حج کریں، جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جس نے کفر کیا تو جان لے کہ اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔“

حج کے فائدے

امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام حج کے فائدے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِهِ الْبَرُّوسُلُونَ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى - - - وَ حِجُّ الْبَيْتِ وَ اعْتِباْرُهُ فِي أَنْهَائِيْفِيَانِ الْفَقْرِ وَ يَرِحَّاصِ الدَّشْبِ - - -“ (10)

یعنی: ”اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کے لیے بہترین وسیلہ ----- خانہ کعبہ کا حج اور عمرہ بجالانا ہے کہ وہ فقر کو دور کرتے ہیں اور اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں۔“

اسی طرح ایک حدیث مبارکہ میں بھی بیان ہے:

”وَ حِجُّ الْبَيْتِ وَ الْعُمْرَةُ فِي أَنْهَائِيْفِيَانِ الْفَقْرِ وَ يَكْفِرِ إِنَّ الذَّنْبَ وَ يُوْجِبَانِ الْجَنَّةَ.“ (11)

یعنی: ”حج بیت اللہ اور عمرہ یہ دونوں فقر کو دور کرتے ہیں اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں اور جنت کو واجب قرار دیتے ہیں۔“

اس بحث میں حضرت علی علیہ السلام نے حج اور عمرہ کے تین فائدے ذکر کیے ہیں، پہلا یہ ہے کہ یہ فقر کو دور کرتے ہیں، دوسرا یہ ہے کہ یہ گناہوں کو دور کرتے ہیں، تیسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ جنت کو واجب قرار دیتے ہیں۔

حج کا اہتمام کرنا

مولائے منتعیان امیر المؤمنین علیہ السلام کے والی اور گورنر کو خصوصی ہدایت دیتے ہوئے لوگوں کے لیے حج کا اہتمام کرنے کا حکم دیتے ہیں :

”أَمَّا بَعْدُ فَأَقِمْ لِلنَّاسِ الْحِجَّةَ وَذَرْهُمْ بِإِيمَانِ اللَّهِ.“ (12)

یعنی: ”لوگوں کے لیے حج کے قیام کا سروسامان کرو اور اللہ تعالیٰ کے یادگار دنوں کی یادداو۔“

اسی طرح مزید انہیں فرماتے ہیں:

”وَمُرْأَهُلَ مَكَّةَ أَلَّا يُخْذُلَا مِنْ سَاكِنٍ أَجْرًا فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ سَوَاءُ الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ

فَالْعَاكِفُ الْبُقِيمُ بِهِ وَالْبَادِي الَّذِي يَحْجُجُ إِلَيْهِ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِ۔“ (13)

ترجمہ: ”مکہ والوں کو حکم دو کہ وہ باہر سے آکر ٹھہرنے والوں سے کرایہ نہ لیں، کیونکہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے کہ اس میں عاکف اور بادی یکساں ہیں۔ عاکف وہ ہے جو اس میں مقیم ہو اور بادی وہ ہے جو باہر سے حج کے لیے آیا ہے۔“

اس حکم سے واضح ہوتا ہے کہ مکرمہ آنے والے حجاج کرام سے ٹھہرنے کے لیے کرایہ لینا جائز نہیں ہے۔ ساتھ قرآن کریم کی آیت سے دلیل پیش کرتے ہیں کہ اس شہر مکہ مکرمہ میں بیہاں رہائشی اور مسافر دونوں کو برابری حاصل ہے لہذا دور سے آنے والے لوگوں سے رہائش کا کرایہ نہ لیا جائے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

”وَعَنْهُ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلَيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَنَّهُ كِرَاءٌ إِجَارَةٌ بِيُوبِتِ مَكَّةَ وَقَرَأً سَوَاءُ

الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ۔“ (14)

یعنی: ”حضرت علی علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کے گھروں کو اجرت پر دینانا پسند کیا کرتے تھے اور اس آیت کی سوائے العاکف فیہ و الْبَاد تلاوت کرتے تھے۔“

ضعفاء کا جہاد

امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے حج کو ضعفاء کا جہاد قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

”وَالْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيفٍ۔“ (15) یعنی: ”حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔“

اسی طرح کافی کی ایک حدیث میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مردی ہے:

”عَلَى نُبُرِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمِيرٍ عَنْ جُذَابٍ عَنْ أَبِي عَمِيرِ اللَّهِ عَمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْحَجُّ جِهَادُ الضَّعِيفِ۔“ (16)

یعنی: ”امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج ضعیف کا جہاد ہے۔“

قربانی

حضرت علی علیہ السلام قربانی کے جانور کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

”وَ مِنْ تَحَامِ الْأُصْحَيَّةِ اسْتِشَرَ أُذُنَّهَا وَ سَلَامَةُ عَيْنِهَا فَإِذَا سَلِمَتِ الْأُذُنُ وَ الْعَيْنُ سَلِيمَتِ الْأُصْحَيَّةُ وَ تَبَثُّ وَ لَوْ كَانَتْ عَصْبَاءُ الْقَرْنِ تَجُرُّ رَجْلَهَا إِلَى الْبَنَسِكِ۔“ (17)

یعنی: ”قربانی کے جانور کا کمال یہ ہے کہ اس کے کان بلند ہوں اور آنکھیں سلامت ہوں کہ اگر کان اور آنکھ سلامت ہیں تو گویا قربانی بھی سالم اور مکمل ہے، چاہے اس کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں اور پیر گھسیٹ کراپنے کو قربان گاہ تک لے جائے۔“

حج کا فلسفہ

حضرت علی علیہ السلام مختلف اسلامی احکام کے فلسفے کو بیان کرتے ہوئے حج کے بارے میں فرماتے ہیں:

”فَرَضَ اللَّهُ - - - وَالْحَجَّ تَقْبِيَّةً (تَقْبِيَّةُ الدِّينِ)۔“ (18)

یعنی: ”اللہ تعالیٰ نے حج کو فرض کیا بیرون دن دین کو ایک دوسرے سے نزدیک کرنے کے لیے (دین کو تقویت پہنچانے کے لیے)۔“

حج مسلمانوں کے ایک دوسرے سے قریب ہونے اور تمام مسلمانوں تک ان کی آواز پہنچانے کے لیے ہے۔ اتنے سارے قلوب کو جو چیز آپس میں جوڑتی ہے وہ، وہی پیغام ہے جو پہلی بار اس سرزی میں سے نکلا تھا اور دنیا کے طول و عرض اور پوری تاریخ تک پہنچ گیا تھا، اور وہ تھا توحید اور اتحاد کا پیغام، خدا کی توحید اور امت کا اتحاد۔ توحید، طاغوت، سامراجیوں اور طاقت اور دھوکے سے کام لینے والوں کی خدائی کا انکار ہے اور اتحاد مسلمانوں کی عزت و اقتدار کا مظہر۔ حج کے دوران کسی بھی تحریر یا تقریر سے زیادہ اس جاودا اس پیغام کو ہر سال اس عظیم اجتماع کی صورت میں دہرا�ا اور پورے عالم اسلام تک پہنچایا جاتا ہے۔

پس حج کا مقصد یہ ہے کہ حلقہ بگوشان اسلام اطراف و اکناف عالم سے سمٹ کر ایک مرکز پر جمع ہوں تاکہ اس عالمی اجتماع سے اسلام کی عظمت کا مظاہرہ ہو اور اللہ کی پرستش و عبادت کا ولوہ تازہ اور آپس میں روابط کے قائم کرنے کا موقع حاصل ہو۔ اس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد رب العزت ہے:

”لَيَشْهُدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيَّةٍ

الْأَنْعَامِ فَكُلُّوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ۔“ (۱۹)

ترجمہ: ”تاکہ اپنے فائدے کے کاموں کے لئے حاضر ہوں اور (قربانی کے) ایام معلوم میں چہار پایاں (کے ذبح کے وقت) جو خدا نے ان کو دیے ہیں ان پر خدا کا نام لیں اس میں سے تم بھی کھاؤ اور فقیر درمانہ کو بھی کھلاؤ۔“

حج کا فلسفہ دین کی تقویت (یا بیرون دین کو ایک دوسرے سے نزدیک کرنا) ہے۔ بہر حال ان دونوں میں سے ایک مقصود ہے۔ اگر اس بیان کا مطلب یہ ہو کہ حج کا فلسفہ دین کو مضبوط کرنا ہے تو اس کا معنی یہ بنے گا کہ حج کے عظیم اجتماع کے ذریعے مسلمانوں کے ایک دوسرے سے تعلقات مزید مضبوط ہو جاتے ہیں اور مسلمانوں کا ایمان مزید پکا ہو جاتا ہے، اس طرح سے اسلام اور زیادہ مضبوط اور طاقتور ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر مولائے متقيان علی اہن ابی طالب علیہ السلام کا مقصود یہ ہو کہ حج کا فلسفہ دین کو نزدیک کرنا ہے تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ حج کا مقصد مسلمانوں کے قلوب کو ایک دوسرے سے نزدیک کرنا ہے، جس کا نتیجہ بھی اسلام کی مضبوطی اور طاقت ہے۔

اسی طرح امیر المؤمنین علی اہن ابی طالب علیہ السلام ایک اور مقام پر حج کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

”جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لِلْإِسْلَامِ عَلَيْهَا“ (۲۰)

یعنی: ”اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کعبہ کو اسلام کا پرچم قرار دیا ہے۔“

قدیم الایام سے معمول ہے کہ ایک دوسرے سے جنگ کرنے کے دوران ہر گروہ اپنا ایک مخصوص پرچم بھی ساتھ رکھتا تھا۔ یہ پرچم ان کی بقا، آزادی اور مذاہمت کی علامت جانا جاتا تھا۔ اس پرچم کے اوپر جا ہونے کا مطلب اس گروہ کا اجتماعی اعتبار سے زندہ ہونا اور اس کے سرگوں ہونے کا مطلب اس کی شکست ہوتی تھی۔ گروہ کا سب سے زیادہ بہادر اور شجاع انسان اس پرچم کو اٹھانے کی ذمہ داری سنبھالتا تھا۔ گروہ کے دلیر افراد اس پرچم کے ارد گرد جمع ہوتے تھے تاکہ اس کو گرنے سے بچائے رکھیں۔ لیکن اس کے

بر عکس، دشمن کی ساری کوشش یہ ہوتی تھی کہ ان کے پرچم کو سرگاؤں کرے۔ پرچم ایک مقدس اور قابل احترام چیز تھی۔

آج بھی پرچم قوموں اور ملکوں کی خود مختار حیثیت، آزادی اور اتحاد کی علامت ہے۔ ہر ملک کا ایک پرچم ہے جس کو مقدس جانا جاتا ہے اور اس پر قسم بھی کھائی جاتی ہے۔ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو اسلام کا پرچم قرار دیا ہے، یعنی اسی طرح جیسے ایک پرچم کسی معاشرے کے اتحاد اور باہمی تعاون کی علامت ہوتا ہے اور اس کا سر بلند ہونا ان کے زندہ ہونے کی تشبیہ ہے، خانہ کعبہ بھی اسلام کی نسبت وہی مقام رکھتا ہے کہ جب تک یہ بلند ہے اور موجود ہے اس وقت تک اسلام باقی ہے اور اسی کی وجہ سے عالم اسلام ایک دوسرے کے ساتھ جڑا ہوا ہے، یعنی تمام مسلمانوں کے اتحاد کی علامت ہے۔

اسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حج کے اجتماع اور لوگوں کے ایک دوسرے کے قریب ہونے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

”عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَقْلُثُ لَهُ مَا الْعِلْمُ لَتِي مِنْ أَجْلِهَا كَفَ اللَّهُ الْعِبَادُ الْحَجَّ وَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخُلُقَ إِلَى أَنْ قَالَ وَأَمْرَهُمْ بِمَا يَكُونُ مِنْ أَمْرٍ الطَّاعَةُ فِي الدِّينِ وَ مَصْلَحَتِهِمْ مِنْ أَمْرٍ دُنْيَاهُمْ فَجَعَلَ فِيهِ إِلَاجْتِمَاعَ مِنَ الشَّرْقِ وَ الْغَربِ لِيَتَعَارَفُوا۔“ (21)

یعنی: ”ہشام بیان کرتے ہیں کہ اس نے امام ابو عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حج بیت اللہ اور طواف بالبیت کا مکلف کیوں بنایا ہے، تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور ان کو دینی معاملات میں اطاعت کا حکم دیا اور اسی طرح ان کو دنیا کی مصلحت کے مطابق امور کی انجام دہی کا حکم دیا اور خداوند عالم نے یہ مقرر فرمایا ہے کہ دنیا کے مشرقی اور مغربی حصوں سے تمام افراد وہاں پر جمع ہوں تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔“

پس اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ حج کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ دنیا کے اکناف و اطراف سے لوگ آگر خانہ کعبہ کا طواف کریں اور ایک دوسرے سے متعارف ہوں۔ آج کل ایک اچھی رسم یہ ہے کہ وہ افراد جو کسی پروگرام یا اجتماع میں پہلی بار ایک دوسرے سے آشنا ہوتے ہیں، آپس میں وزٹنگ کارڈز کا تبادلہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا نام اور ایڈریس یادداشت کرتے ہیں۔ یہ کام بعد میں مزید آشنا کا سبب بن جاتا ہے اور باعث بنتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی مصروفیت سے آگاہ ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس طرح سے ان کے تعلقات مزید مضبوط ہو جاتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام نے چودہ سوال پہلے حج کے ذریعے ان کا مول کا راستہ فراہم کر دیا تھا اور حج پر ایک دوسرے سے آشنا ہونے کی تاکید فرمائی ہے۔

حج اور اجتماعی وحدت

حج کے اثرات میں سے ایک اجتماعی اتحاد اور ہم آہنگی ہے۔ ایک شخص کے اکیلے عرفات جا کر دعا کرنے اور ہزاروں افراد کے اکٹھے ہو کر جانے میں فرق ہے۔ انسان کی روح میں اجتماع کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کے متعلق ایک حدیث میں ارشاد ہوتا ہے:

”عَدَّةٌ مِّنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ الْمُسَيْبِينِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَّالَةَ بْنِ أَبِي الْمَعْرَاءِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَقَالٍ: لَا يَرَأُ الدِّينُ قَائِمًا مَا قَامَتِ الْعَبْرَةُ.“ (22)

یعنی: ”امام ابو عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کعبہ قائم ہوگا، یعنی جب تک کعبہ موجود ہے اسلام بھی قائم و دائم ہے، جب تک حج زندہ اور باقی ہے اسلام بھی زندہ اور باقی ہے۔“

اسلام نفسیاتی حوالے سے ایسے مذہبی اور معنوی ماحول کو اہمیت دیتا ہے جو انسان کے اندر چھپے ہوئے احساسات کے بیدار ہونے کا سبب بنتا ہے۔ سو شل سائنس کے علماء کے نزدیک ”محالات“ صرف مادی حیثیت رکھتا ہے اور محض ایک رد عمل ہے، لیکن یہ دراصل روح میں موجود ایک صلاحیت ہے، جس کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف بیدار ہونے کی صورت میں ہی یہ رد عمل کئی سو گناہات قبور ہو جاتا

ہے۔ پس اسلام ہمیں یعنی مختلف قوموں کو جونہ ایک نسل سے ہیں، نہ ایک زبان بولتے ہیں، نہ ایک رنگ کے ہیں اور نہ ایک حکومت اور قومیت رکھتے ہیں ایک سر زمین پر انتہائی روحانی آمادگی کے ساتھ جمع کرتا ہے۔ یہ ایک بے مثال اجتماع ہے، ایک ایسا اجتماع جو تعداد کے حوالے سے کم نظیر یا شاید بے نظیر ہو، لیکن کو الٰہی کے لحاظ سے یقیناً بے نظیر ہے۔ کیونکہ یہ بالکل نیچرل ہے اور اس کے پیچھے کسی قسم کی زردستی نہیں ہے۔ یہ ایسا اجتماع ہے جو کسی لائق کے بغیر ہے، بلکہ ہر لائق کو ترک کرنے کے بعد ہے، ایک ایسا اجتماع جو عیش و عشرت اور تفریح کی غاطر بھی نہیں ہے۔ آج اس کی مشکلات اگرچہ کافی حد تک کم ہو گئی ہیں، لیکن پھر بھی مشکلات کے ہمراہ ہے۔ ایک ایسا اجتماع ہے جس میں کم از کم عارضی طور پر ذاتی افتخارات اور انداز پرستی کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ سب افراد ایک سوچ اور ایک ذکر اور ایک لباس اور ایک عمل کے ساتھ ایک راستے پر قدم اٹھاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اسلام خود بھی مسلمانوں کی وحدت کا خواہاں ہے اور حج کا ایک بڑا مقصد بھی اسلامی وحدت ہے۔ پہلا دعویٰ

اس آیہ شریفہ سے ثابت ہوتا ہے:

”وَاعْتَصِمُوا بِبَحْرِ اللّٰهِ جَيْبِهَا وَلَا تَفْرَقُوا۔“ (23)

ترجمہ: ”اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تحام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔“

یہ آیت کریمہ واضح طور پر مسلمانوں کو اتحاد و وحدت کی دعوت دے رہی ہے اور ان کو اختلاف اور تفرقہ بازی سے روک رہی ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

”وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَ اخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

بَيِّنٌ۔“ (24)

ترجمہ: ”اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو واضح دلائل آجائے کے بعد بٹ گئے اور اختلاف کا شکار ہوئے اور ایسے لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔“

”وَلَا تَنَازُعُوا فَتَنَفَّشُلُوا وَ تَذُهَّبَ رِيحُكُمْ۔“ (25)

ترجمہ: ”اور آپس میں نزاع نہ کرو ورنہ ناکام رہو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔“

اس آیت کریمہ میں اختلاف کے نقصانات بتائے گئے ہیں کہ اس سے تم ناکام ہو جاوے گے اور تمہاری طاقت ختم ہو جائے گی۔ اسی طرح دوسرا دعویٰ امام علی علیہ السلام کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ: ”جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى لِإِسْلَامِ عَلَيْهَا۔“ کہ ”خدا نے حج کو اسلام کا پرچم قرار دیا ہے تاکہ تمام مسلمان خود کو اس کے زیر سایہ جمع کریں۔ حج ایسا پرچم ہے جو تمام مسلمانوں کو اپنے زیر سایہ اکٹھا کرنا چاہتا ہے۔ امیر المؤمنین امام علی علیہ السلام نے اسی طرح فرمایا ”والحج تقویۃ للدین“ حج کا فلسفہ دین کو مضبوط کرنا ہے۔ دین کو اس طرح سے مضبوط کرنا کہ مسلمان حج پر ایک دوسرے سے آشنا ہوتے ہیں اور ان کی وسیتی زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے، اس سے ان کو طاقت و قوت ملتی ہے، جس کی وجہ سے اسلام کو طاقت ملتی ہے اور اسلام مضبوط ہوتا ہے۔

حوالہ جات

- 1- نجح البلاغ، خطبه ۱
- 2- سورہ البقرہ، آیت نمبر ۱۳۲
- 3- سورۃ الحج: ۲۷
- 4- تفسیر قمی، جلد ۲، صفحہ ۸۲
- 5- نجح البلاغ، خطبه ۱
- 6- البقرہ: ۹۶-۹۷
- 7- الکلینی محمد یعقوب (المتوفی: ۵۲۹ھ ق) الکافی، محقق / مصحح: غفاری علی اکبر و آخوندی، محمد، باب فضل اللّٰہ فی الْكَثِيْرِ، طبع: دار الکتب الاسلامیہ سال ۱۴۰۷ھ ق، جلد ۳، صفحہ ۲۳۰، تهران ایران
- 8- نجح البلاغ، خطبه ۱
- 9- نجح البلاغ، خطبه ۱

- 10- نجاح البلاغ، خطبہ ۱۰۸
- 11- ابن شعبہ حرانی، حسن بن علی (المتونی: ۳۵ھ) تحف العقول، محقق / مصحح: غفاری، علی اکبر، ناشر: جامعہ مدرسین ، سال: ۱۴۰۴ / ۱۳۶۳ ق، قم ایران
- 12- نجاح البلاغ، مکتوب ۷۲
- 13- ايضاً
- 14- حمیری، عبد اللہ بن جعفر (المتونی: ۳۵ھ) قرب ایساناد، ناشر: مؤسسة آل البيت علیہم السلام، سال: ۱۴۱۳ ق، قم ایران
- 15- نجاح البلاغ، قول ۱۳۶
- 16- الکافی، جلد ۳، صفحہ ۲۵۹
- 17- نجاح البلاغ، خطبہ ۵۳
- 18- نجاح البلاغ، قول ۵۲۵
- 19- انج: ۲۸
- 20- نجاح البلاغ، خطبہ ۱
- 21- وسائل الشیعیة، جلد ۱۱، صفحہ ۱۳
- 22- الکافی، جلد ۳، صفحہ ۲۷
- 23- آل عمران: ۱۰۳
- 24- آل عمران: ۱۰۵
- 25- الانفال: ۳۶